بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

104: کرامات اولیاء کا بیان (حصہ اول)۔

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابوالعباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور آج کے درس میں ایک نئے باب سے درس کا آغاز کرتے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شرح میں فرماتے ہیں: "فصل في كرامات الأولياء" (کرامات اولیاء کا بیان)۔

مقدمے میں فرماتے ہیں کہ کرامات اولیاء کا ایک مسئلہ ہے یہ بہت اہم مسئلہ ہے جس میں یہ جاننا چاہیے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، یا ایک ثابت حقیقت ہے یہ مسئلہ، یا محض تخیلات اور وہم و گمان ہے صرف۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ جملہ بیان کرتے ہیں عقیدہ الواسطیۃ میں سے فرماتے ہیں: "ومن أصول أهل السنة: التصديق بكرامات الأولياء" (اہل سنت الجماعت کے اصولوں میں سے یہ اصول ہے کہ کرامات اولیاء کی تصدیق کرنا (یعنی کرامات اولیاء کو ماننا))۔

ہم بیان کر رہے ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصول اِن اصولوں کو اصول السنۃ بھی کہتے ہیں، اصول اہل السنۃ بھی کہتے ہیں، اصول العقیدہ بھی کہتے ہیں، اصول الایمان بھی کہتے ہیں: مختلف الفاظ ہیں لیکن معنی ایک ہے۔

یہاں پر شیخ الاسلام فرماتے ہیں: "ومن أصول أهل السنة": اہل سنت کے اصولوں میں سے یعنی عقیدے کے اصولوں میں سے یہ اصول بھی ہے ہم پہلے پڑھ چکے ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان جو سب سے پہلا اصول ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ کے ایمان کے ساتھ جو باقی ارکان ایمان ہیں وہ بھی اس اصول میں شامل ہیں، اور پھر صحابہ کرام کے تعلق سے ہمارا کیا عقیدہ ہے ہم یہ بھی پچھلے دروس میں بیان کر چکے ہیں، اور آج کی نشست میں اِن ہی اصولوں میں سے ایک ہم اصول ہے کہ کرامات اولیاء کے تعلق سے ہمارا کیا عقیدہ ہے۔

اور یہ حسن تصنیف میں سے ہے پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جب صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام جو ہیں وہ سادات الاولیاء ہیں (اللہ تعالیٰ کے اولیاؤں کے سردار ہیں)، اور جب ہم صحابہ کی بات کرتے ہیں تو آل بیت صحابہ میں شامل ہیں۔

"ومن أصول أهل السنة: التصديق بكرامات الأولياء": شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اولیاء کون ہیں؟ یعنی یہ جو جملہ ہے اس کی مختصر سی تعریف دو لفظ ہیں: "کرامات الاولیاء" اولیاء کون ہیں؟ اور پھر یہ کرامات کیا ہوتی ہیں؟

اولیاء کے تعلق سے فرماتے ہیں: "فمن هم الأولياء؟" سوال کرتے ہیں اور پھر جواب میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے قرآن مجید میں سورۃ یونس میں آیت نمبر 62 اور 63 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝٦٢ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ۝٦٣﴾۔

ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء کا بیان ہے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کیا عطا فرمائے گا، اس آیت کا ثمرہ کیا ہے فائدہ کیا ہے۔

﴿لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ﴾: دو لفظ ہیں خوف کی نفی ہے اور حزن کی نفی ہے، خوف کب انسان کو ہوتا ہے اور حزن، دکھ اور غم اور پریشانی انسان کو کب لاحق ہوتی ہے، ایک کا تعلق ماضی سے ہے ایک کا تعلق مستقبل سے ہے اور حال ان دونوں کے بیچ میں ہے۔

جب آپ کا ماضی اور مستقبل سیف (Safe) ہو جاتا ہے تو آپ کا حال بھی سیف (Safe) ہو جاتا ہے ایسا ہوتا ہے نا؟

خوف کس چیز سے انسان میں ہوتا ہے اگر ہم ڈرتے ہیں تو کس چیز سے؟ وہ جو چیز گزر چکی ہے یا جو چیز آنے والی ہے؟ آنے والی چیز سے خوف لاحق ہوتا ہے اور آنے والی چیز انسان کا جو خاتمہ ہے اور مرنے کے بعد کی جو زندگی ہے کہ آخرت میں کیا ہوگا: ﴿لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ﴾۔ اور جو دنیا کی تکلیفیں جو غم ہیں جو پہلے گزر چکا ہے: ﴿وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ﴾: نہ خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی غم یا کوئی پریشانی ہوگی۔ اچھا یہ ہیں کون؟ اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ فائدے بیان کیے ہیں پھر فرمایا ہے کہ ہیں کون؟

﴿الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ﴾: دو لفظ ہیں یہاں پر بھی، وہ جو ایمان رکھتے تھے اور تقویٰ کا راستہ اختیار کرتے تھے۔

شیخ الاسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "من كان مؤمنًا تقيًا، كان لله وليًا"۔

اس آیت کی مختصر سی تفسیر: "من كان مؤمنًا تقيًا، كان لله وليًا" (ہر مومن متقی یا جو مومن متقی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے)۔

ایمان اور تقویٰ کے بغیر کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کا ولی ہو نہیں سکتا یہ قاعدہ ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اللہ تعالیٰ کی ولایت جو ہے یہ یہ صرف تمنا کرنے سے نہیں ہوتی صرف خواہش رکھنے سے نہیں ہوتی ولایت تو صرف ایمان اور تقویٰ کا نام ہے، اگر ہم کسی شخص کو دیکھتے ہیں جو یہ کہتا ہے "کہ وہ ولی ہے" لیکن وہ متقی نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں ہے تو اس کا یہ قول "مردود عليه" اس پر ردّ کیا جاتا ہے۔

یہ مختصر سی تعریف ہے ولی اللہ کی اور ولایت کی۔

کرامات کا لفظ "الکرامات" جو ہے جمع کرامۃ ہے (کرامت کے لفظ کی جمع ہے) اور کرامۃ جو ہے وہ أمر خارق للعادۃ کو کہتے ہیں؛ وہ چیز جو عام طور پر عادت کو ختم کر کے ایک حیران کن معاملہ ہو جاتا ہے وہ جو عقل کو حیران کر دیتے ہیں یہ وہ اُمور ہیں جسے اللہ تعالیٰ کسی ولی کے ہاتھوں جاری کر دیتا ہے اس کی تائید کے لیے، اس کی مدد کے لیے، یا اس کی ثابت قدمی کے لیے، یا دین کی نصرت کے لیے یہ چار چیزیں جڑی ہوتی ہیں کرامت سے۔

یعنی یہ کرامت جو ہے یہ جو چیز واقع ہوئی ہے جو طبعی اور عادی اور عادت کے مطابق اُمور جو ہیں ان کے خلاف کوئی چیز جاری ہوئی ہے، یعنی پانی پر چلنا محال ہے، عادت کے طور پر تو طبعی طور پر اگر انسان پانی پر قدم رکھے تو ڈوب جاتا ہے، ہوا میں اُڑنا محال ہے انسان ہوا میں اڑ نہیں سکتا بغیر کسی ذریعے کے یا بغیر کسی سبب کے اگر بغیر کسی ذریعے کے کوئی شخص اُڑتا ہے تو اسے کہتے ہیں کہ یہ اُمر جو ہے یہ "خارق للعادۃ" ہے۔

اس کی اور مثالیں ان شاءاللہ آگے میں بیان کروں گا دلیل کی روشنی میں اور تاکہ شعبدہ بازی سے بھی اس معاملے کو الگ کیا جائے وہ بھی جو شعبدہ باز ہوتے ہیں جو شیاطین کے ساتھ مل کر ایسے اُمور اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہوتی ہے ان کے ہاتھ پر بھی جاری ہوتے ہیں اور اس میں ہم یہ دیکھیں گے کہ کس طریقے سے ان دونوں کو الگ الگ کیا جا سکتا ہے۔

الغرض؛ تو جو کرامت اگر اللہ تعالیٰ کسی ولی کے ہاتھوں پر جاری کرتا ہے یہ أمر خارق للعادۃ جو ہے جب کسی ولی کے لیے اللہ تعالیٰ میسر فرماتا ہے تو اس کے لیے یہ چار چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے:

(۱) یا تو اس کی تائید کے لیے ہے جو یہ شخص کہہ رہا ہے وہ صحیح کہہ رہا ہے حق پر ہے۔

(۲) یا اس کی مدد اور اعانت کے لیے، وہ کسی مشکل میں ہے تاکہ اس کی مشکل آسان ہو جائے۔

(۳) یا اس کے اپنے لیے ثابت قدمی کے لیے "تثبیتا"؛ اُس کے لیے بھی ثابت قدمی ہوگی اور جو ساتھ ہیں اس کے اُن کے لیے بھی ہوگی۔

(۴) یا چوتھی چیز جو ہے دین کی نصرت کے لیے۔

پھر شیخ صاحب مثال دیتے ہیں وہ شخص جس کے گھوڑے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا ہے "صلۃ بن اُشیم"؛ اس کے بعد کہ گھوڑا مر چکا تھا وہ سفر میں تھا جب وہ اپنے گھر پہنچا گھر والوں کے قریب پہنچا تو اپنے بیٹے سے کہا "کہ گھوڑے میں سے جو سرج ہے اسے اتار دو یہ گھوڑا جو ہے مر چکا ہے"؛ جب وہ سرج گھوڑے سے اتارا تو وہ گھوڑا جو ہے زمین پر گر کر مر چکا تھا۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ اس بندے کے لیے کرامت تھی اور اس کے لیے مدد اور اعانت ہے، اب اس ویرانے میں تھے کوئی بھی سواری نہیں تھی اور اسی ویرانے میں گھوڑا مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کیا تاکہ یہ بندہ جو ہے اپنے گھر تک پہنچ سکے۔

دوسرا جو ہے "دین اسلام کی نصرت کے لیے" اس کی مثال شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: جیسا کہ العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا کہ جنگ میں شریک تھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر رہے تھے اور راستے میں سمند آگیا سمندر پار کرنا تھا تو اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے لشکر سمیت سمندر کے اس حصے کو پار کر لیا؛ تو یہاں پر پانی پر چلنا بھی اس قصے میں ثابت ہوتا ہے۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں: جیسا کہ سیدنا سعد بن أبی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کہ انہوں نے دجلہ کا جو دریا ہے وہ پار کیا تھا۔

اوران دونوں کا قصہ جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں تاریخ میں مشہور ہے؛ کچھ روایات میں آیا ہے اور ان روایات پر کلام کیا گیا ہے لیکن شیخ صاحب فرماتے ہیں" وقصتها مشهورة في التاريخ" (تاریخ میں قصہ مشہور ہے)۔

میں آگے بتاؤں گا کہ اس میں اور بھی کچھ ضعیف روایات موجود ہیں اور صحیح کیا ہے میں وہ بھی بتاؤں گا، اصل بات یہ ہے کہ کیا کرامات اولیاء ہوتی ہیں یا نہیں ہوتی ہیں؟ ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ اور کس بنیاد پر ہم یہ مانتے ہیں کہ کرامات اولیاء پر ہمارا ایمان ہے اس کی دلیل کیا ہے؟ چند کا شیخ صاحب نے یہاں پر ذکر کیا ہے اور اس میں کچھ ضعیف بھی ہیں کچھ صحیح بھی ہیں میں آگے ان شاء اللہ تفصیل بیان کرتا ہوں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): "فالكرامة أمر خارق للعادة: یہ کرامت کی تعریف ہے، اور جو عادت کے مطابق ہو اسے کرامت نہیں کہتے وہ کرامت نہیں ہوتی، اور یہ جو معاملہ ہے اللہ تعالیٰ کسی ولی کے ہاں تو جاری کرتا ہے اس سے بچنے کے لیے جو بعض اُمور جادو اور شعبدہ بازی میں ہوتے ہیں یہ اُمور بھی خارق للعادة ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اولیاؤں کے علاوہ بلکہ اللہ تعالیٰ کے جو دشمن ہیں ان کے ہاتھوں یہ اُمور جاری ہوتے ہیں اور یہ معاملات یہ اُمور ان کے لیے کرامت نہیں ہوتے۔

اور یہ جو شعبدہ بازوں کے جو معاملات ہیں جنہیں بعض لوگ کرامت سمجھتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ کرامات نہیں ہیں یہ ان شعبدہ بازوں کے حربے ہیں مختلف جس کے ذریعے یا جن کے ذریعے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، واجب یہ ہے کہ ان لوگوں سے خبردار رہا جائے اور دوری اختیار کی جائے اور ان کا جو یہ طریقہ ہے جس کے ذریعے سے یہ لوگوں کے دماغوں سے اور عقلوں سے اور ان کی اس سوچ اور فکر سے کھلواڑ کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کرامت جو ہے ثابت ہے قرآن سے اور سنت سے اور واقع سے: ''سابقًا ولاحقًا'' پہلی امتوں میں بھی جو سبقت لے گئے ہم سے پہلے اُن میں بھی موجود تھے، اور ہمارے زمانے میں بھی (یعنی شیخ الاسلام کے زمانے میں بھی) اور ''لاحقًا'' بعد میں بھی یعنی تا قیامت یہ معاملہ موجود رہے گا۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: جو قرآن اور سنت سے کرامات ثابت ہیں ان میں سے چند کا ذکر شیخ صاحب فرما رہے ہیں غور سے سنیں:

''قصة أصحاب الكهف'' (اصحاب الکھف کا قصہ)۔

اب اصحاب الکھف کون ہیں؟ چند جوان ہیں انبیاء نہیں ہیں؛ دیکھیں نبی کا معجزہ ہوتا ہے اور صحیح لفظ آیت ہے "نبی کی آیت"، قرآن اور سنت میں لفظ معجزہ نہیں ہے آیت کا لفظ ہے یہ بھی اُمور خارق للعادۃ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کسی نبی کے ہاتھ پر جاری کر دیتا ہے، اور اصحاب الکھف والے جو ہیں ان کے قصے میں جو سورۃ الکھف میں معروف مشہور قصہ ہے اور اس سورۃ کا نام بھی اسی قصے کی وجہ سے سورۃ الکھف رکھا گیا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اصحاب الکھف یہ وہ لوگ تھے جو مشرکین قوم میں رہتے تھے اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تھے اور یہ ڈر گئے تھے کہ اُن پر جو مشرکین ہیں غلبہ حاصل نہ کرلیں یعنی اور اُن کو اس ایمان سے خارج نہ کر دیں۔

یعنی اُن کے لیے سب سے قیمتی چیز کیا ہے؟ "ایمان"۔

ایمان اور توحید اس دنیا میں سب سے قیمتی چیز ہے یاد رکھیں، اگر ایمان اور توحید ہے تو دنیا میں ہر چیز اچھی ہے اگر ایمان اور توحید کا خاتمہ ہو جائے تو پھر یہ دنیا بے کار ہے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے غضب کے غصے کے اور عذاب اُلیم کے کچھ بھی نہیں ہے!

شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ اُن کو خوف لاحق ہو گیا کہ اُن پر غلبہ حاصل کیا جائے گا تو وہ اپنی اُس بستی سے نکلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کر کے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ایک غار میسر فرمائی ہے ایک پہاڑ میں اور اس غار کا جو منہ تھا وہ شمال کی طرف تھا تاکہ سورج کی جو گرمی اور روشنی جو ہے وہ اُن تک نہ پہنچے تاکہ اُن کے جو جسم ہیں وہ خراب نہ ہو جائیں اور اُس کی جو روشنی ہے اُس سے بھی محروم نہ ہو سکیں جس کی یعنی ضرورت پڑ جاتی ہے جسم کو؛ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو دائیں کی طرف مائل ہو جاتا ہے، جب وہ غروب ہوتا ہے تو وہ شمال کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور ان دنوں کے بیچ میں ایک فجوۃ میں ایک جگہ پر کہف کے اندر یہ لوگ رہتے تھے۔

اس کہف کے اندر اس غار کے اندر تین سو نو (309) سال یہ لوگ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو سُلا دیا تھا (سو رہے تھے مرے ہوئے نہیں تھے) اللہ تعالیٰ کے حکم سے کروٹ بھی لیتے تھے دائیں طرف اور بائیں طرف، گرمی میں اور سردی میں نہ تو

گرمی کے گرم موسم کی گرمی اُن کو کوئی تکلیف پہنچا سکی اور نہ ہی سرد موسم کی سردی نے ان کو کوئی تکلیف پہنچائی، نہ ہی اُن کو کوئی بھوک لگی نہ پیاس لگی، اور نیند سے بھی اُن کو ملالت نہیں ہوئی (سبحان اللہ)۔

دیکھیں ہم بعض اوقات سات گھنٹے سوتے ہیں اور سات سے آٹھ نو گھنٹے ہو جاتے ہیں ہماری جب اُٹھتے ہیں تو کیا حالت ہوتی ہے ؟! آپ دیکھیں تین سو نو (309) سال مسلسل سوتے رہنا! (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ کرامت ہے بے شک (یہ جو معاملہ تھا اُن کے ساتھ کرامت ہے اُن کے لیے) اسی طریقے سے وہ رہے ہیں اور اُس وقت تک رہے ہیں جب تک کہ شرک کا زوال نہیں ہوا، جب شرک کا خاتمہ ہوا اُس قوم میں اور اُس بستی سے اور شرک سے بچ گئے اور اپنے ایمان کو بچانے کے قابل ہوئے (کیونکہ جب شرک کا خاتمہ ہوتا ہے تو ایمان اور توحید مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں) تب اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس نیند سے جگایا اور پھر وہ اس بستی میں واپس چلے گئے۔

تو یہ قرآن مجید میں ثابت ہے کرامات اولیاء کی پہلی دلیل یاد رکھیں آپ "قصۃ اصحاب الکھف" اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں اور یہ اُن کے لیے کرامت تھی۔

دوسرا قصہ قرآن مجید میں سابقہ اُمتوں میں "قصة مريم رضي الله عنها" شیخ صاحب فرماتے ہیں (مریم علیہا الصلاۃ والسلام بھی کہتے ہیں اور مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کہتے ہیں، دونوں ٹھیک ہیں) اُن کے قصے میں دیکھیں آپ جب بچہ پیدا ہوا "عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام" تو اُن کا جو مخاض ہے جو بچے کی پیدائش کے وقت تھا وہ کھجور کے درخت کے بالکل قریب اور سائے میں تھا، جب بچہ پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کھجور کے درخت کو ہلاؤ تا کہ اس کھجور کے درخت میں سے جو تازہ کھجوریں ہیں وہ گریں اور آپ اُس میں سے کھالیں۔

آپ یہ دیکھیں کہ یہ کرامت ہے اُن کے لیے کرامت کیسے ہے؟ ہم میں سے کوئی جو سب سے طاقتور مرد بھی دیکھ لیں آپ صرف اس کھجور کے درخت جو ہاتھ لگا کر کھجور گرا کر دکھائے ذرا ممکن ہے کیا؟ ممکن نہیں ہے!

اور پھر مخاض والی عورت دیکھیں جس وقت سب سے زیادہ کمزور ہوتی ہے جسم کی حالت بھی اور درد اور تکلیف کی وجہ سے بالکل نڈھال اور کمزور ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے حکم کہ اس درخت کو ہلاؤ: ﴿وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا جَنِيّٗا ٢٥﴾ (مریم:25): ﴿هُزِّيٓ﴾: "هُزّي" کہتے ہیں ہلانے کو، انہوں نے جب ہاتھ رکھا اس کھجور کے درخت میں تھوڑا سا پُش (Push) کیا تھوڑا سا زور لگایا تو درخت ہلا (سبحان اللہ) جب ہلا تو تازہ کھجوریں گری ہیں، یہ اُن کے لیے کرامت تھی۔

اور اسی طریقے سے دوسری دلیل کیا ہے کرامت اولیاء کی؟ مریم علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ قصہ جو ہے۔

بچے کی پیدائش بغیر باپ کے یہ کیا ہے؟ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے معجزہ ہے آیت ہے، اور مریم علیہا الصلاۃ والسلام کے لیے کرامت ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اب یہ تیسری دلیل نوٹ کریں سابقہ امتوں میں کرامات اولیاء کی دلیل: سورۃ البقرۃ میں ایک قصہ ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے سو سال موت دی مر چکا تھا (سو سال تک مرا رہا) پھر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کیا؛ اب سو سال وہ شخص زمین پر مرا پڑا رہا اللہ نے اسے موت دے دی اور سو سال تک اس کا جسم ویسے ہی رہا اس میں کوئی خرابی نہیں ہوئی، جبکہ اس کا جو گدھا تھا اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی تھیں (سو سال میں کیا بچتا ہے سبحان اللہ!) لیکن اس کا جو کھانا پینا تھا اس کا جو جسم تھا وہ ویسے کا ویسا ہی باقی رہا۔

کیونکہ اس کو تعجب ہوا جب بستی میں داخل ہوا تو دیکھا ختم ہو چکی تھی یعنی بستی جو ہے تو اس کے ذہن میں آیا کہ کیسے دوبارہ زندہ ہو گا؟! تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنی آنکھوں سے دکھادیا کہ اللہ تعالیٰ کسی مردے کو زندہ کیسے کرتا ہے تاکہ اُس کا ایمان مضبوط ہو جائے اور مزید ثابت قدمی ہو جائے۔

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے، اگر نبی تھے تو پھر کرامت نہیں بلکہ آیت ہے معجزہ ہے، اور جو علماء کہتے ہیں کہ نبی نہیں تھے ولی نہیں تھے تو اُن کے لیے کرامت ہے۔

یہ بتادوں کہ سورۃ البقرۃ میں مردوں کو زندہ کرنے کے جو طریقے ہیں تقریباً پانچ (5) ہیں واجب یہ ہے کہ بتائیں کہاں پر ہیں اور کون کون سے ہیں؟

واقع میں دلائل موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ مردے کو زندہ کرتا ہے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کیا ہے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور یہ ان لوگوں کے لیے واضح ردّ ہے جو بعث کے منکر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مردے کو زندہ نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی اُن کو دکھادیا ہے۔

دوسرا واجب نوٹ کریں: اللہ تعالیٰ نے بعث کو کس طریقے سے قرآن مجید میں ثابت کیا ہے؟

بعث سے مراد دوبارہ زندہ ہونا؛ تین یا چار طریقے ہیں میں ہنٹ (Hint) دے دیتا ہوں تاکہ آپ کے لیے آسانی ہو کہ کس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے بعث کو ثابت کیا ہے؛ تین وہ تھے جو آپ کہہ رہے ہیں، چوتھا یہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں اس میں یہ بھی ایڈ (Add) کرلیں کہ جو دنیا میں عملی مثالیں ہیں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کیا ہے آپ دیکھیں کہ کس جگہ پر کہا ہے اُن میں سے ایک یہ ہے جو میں نے بتایا ابھی، باقی آپ ذمے چار ہو گئے۔

مثالیں الگ ہیں، پانچ سورۃ البقرۃ میں پانچ مثالیں ہیں دوبارہ زندہ کرنے کی مرنے کے بعد، اور جو طریقے ہیں بعث کو ثابت کرنے کے الگ سوال ہے یہ، انہوں نے کہا کہ تین طریقے ہیں، میں نے کہا تین میں اس کو بھی شامل کر دیں چار؛ طریقے الگ ہیں مثالیں الگ ہے واضح ہے؟

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): سنت میں (یہ تو قرآن مجید میں دلائل تھے) بہت ہی زیادہ کرامات کے دلائل موجود ہیں اور اس کے لیے جو مزید دیکھنا چاہتا ہے اس موضوع کو اور مزید دلائل چاہتا ہے تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ "كتاب الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل؛ في "صحيح البُخاريّ"" (صحیح بخاری میں کتاب الانبیاء میں باب ہے باب ما ذكر عن بني إسرائيل میں وہاں پر بھی کچھ دلائل موجود ہیں)، اور اسی طریقے سے ایک مشہور اور معروف کتاب ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی "الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشَّيطان"؛ اس کتاب میں بھی کافی دلائل ہیں جب اولیاء الرحمٰن کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے تو دلائل بھی بیان کیے ہیں کتاب اور سنت سے جس سے فرقان واضح ہو جاتا ہے اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان سے کیونکہ جو شعبدہ بازی کرتے ہیں وہ اولیاء الشیطان ہیں جن کا راستہ بالکل اولیاء الرحمٰن سے جدا ہے اور ان کے طریقے بھی، ان کے حالات بھی معاملات بھی بالکل الگ اور جدا ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): جو واقع کی گواہی ہے ان کرامات کو ثابت کرنے کے لیے یہ ظاہر ہے، ہر بندہ جانتا ہے کہ اُس کے زمانے میں یا تو مشاہدے سے وہ جان لیتا ہے کہ کرامات موجود ہیں یا "بالأخبار الصادقة" (سچی خبروں سے)۔

دیکھیں شیخ صاحب یہ فرما رہے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ کرامات سابقہ اُمتوں میں بھی تھیں اور ہمارے زمانے میں بھی موجود ہیں اور تا قیامت یہ کرامات رہیں گی۔ وجہ کیا ہے؟ کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کے ولی موجود ہیں دنیا میں تو کرامات بھی ہوں گی ایسا ہے نا؟ اس لیے یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کرامات اللہ تعالیٰ اپنے اولیاؤں کے ہاتھوں جاری کرتا ہے اور یہ کرامات رہیں گی تا قیامت۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ تو ہم نے جان لیا ہے کہ سابقہ اُمتوں میں اور قرآن وسنت میں دلائل موجود ہیں اور دلائل کی روشنی میں ہم نے مان لیا ہے "دور حاضر میں اور ہم نے کہا تا قیامت" قرآن اور سنت کے علاوہ ہمیں کہاں سے پتہ چلے گا کہ یہ کرامت کہاں پر اور کیسے موجود ہے؟

اُس کے دو طریقے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

(۱) یا تو "بالمشاهدة" اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ (۲) یا "بالأخبار الصادقة" سچی خبروں سے۔

ایک عالم ہے کسی عالم یا کسی اللہ کے ولی کے تعلق سے ایک خبر دیتا ہے اور ہم سب مانتے ہیں جانتے ہیں کہ یہ عالم جو ہے ثقہ ہیں اہل سنت میں سے ہیں موحد ہیں متبع سنت ہیں، اُن کے علم سے ہم واقف ہیں اُن کے تقویٰ سے ہم واقف ہیں اُن کے سچ بولنے سے ہم واقف ہیں، وہ شخص یہ خبر دیتا ہے کہ فلاں عالم یا فلاں شخص کو میں نے دیکھا ہے اس شخص میں یہ کرامت موجود تھی مانیں گے کہ نہیں مانیں گے؟ ہم مانیں گے؛ یہ طریقہ ہے "بالأخبار الصادقة"۔

یا دوسرا طریقہ کہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے ایک بزرگ ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کرامت جاری کر دیتا ہے، اور کرامت کے لیے یاد رکھیں یہ لازمی نہیں کہ صرف ہواؤں میں اُڑنا ہی کرامت ہوتی ہے یا پانی پر چلنا ہی کرامت ہوتی ہے یہ لازمی نہیں ہے، صحت اور تندرستی اور مسجد میں پہلی صف میں نماز پڑھنا، آپ بعض بزرگ دیکھتے ہیں (سبحان اللہ) موحد ہے متبع سنت ہے اور نماز کے لیے بغیر آلارم کے جوں ہی آذان ہوتی ہے وہ بندہ اٹھ جاتا ہے، اور کچھ لوگ تین تین آلارم لگاتے ہیں ان کو جاگ نہیں آتی!

اس میں کوئی شک ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کرامت ہے اُس شخص کے لیے جو بغیر آذان سُنے بغیر آلارم لگائے آذان کے وقت ہی اس کو جاگ آ جاتی ہے، نماز کے اہتمام میں کبھی کوتاہی نہیں ہوتی یہ توفیق بھی ہے اُس شخص کے لیے کرامت بھی ہے (سبحان اللہ)۔

ایک قصہ بعض علماء سے میں نے سنا ہے شیخ بن باز رحمہ اللہ کے تعلق سے؛ شیخ بن باز رحمہ اللہ آپ جانتے ہیں کہ ان کے روزانہ ہر نماز کے بعد درس ہوتے تھے، اور جب سفر پر جاتے تھے ایک مرتبہ علماء فرماتے ہیں کہ جب وہ سفر پر گئے تو جو ساتھی اُن کے ساتھ تھے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ شیخ صاحب نابینا تھے اور کتابیں پڑھی جاتی تھیں اُن کے لیے، جب وہ شرح کرتے تھے تو خود نہیں پڑھ سکتے تھے تو قاری جو ہیں وہ کتاب میں سے پڑھتے تھے اور شیخ صاحب جو ہیں وہ شرح کرتے تھے اگر کسی کتاب کی شرح کرنی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک جگہ پر ہم بہت لیٹ ہو گئے تھے واپس آئے (وہ شیخ صاحب کہہ رہیں جو شیخ صاحب کے قریبی شاگردوں میں سے تھے) تو ہم سب تھکے ہوئے تھے تو غالباً رات کے 12 بجے کے بعد 1 بج چکا تھا تو ہم سو گئے، ہم تھکے ہوئے تھے سب یعنی اتنی ہمت نہیں تھی کہ ہم جو ہیں تہجد کی نماز میں کچھ نفل کے بارے میں ہم سوچیں بھی سہی اتنی حالت ہماری یعنی کمزوری تھی اور کاہلی اور تھکن تھی! کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ شیخ صاحب نے وضو کیا ہے اور تہجد کی نماز پڑھ رہے ہیں؛ بے شک یہ کرامت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (سبحان اللہ)۔

یعنی عمر میں دیکھیں بزرگ ہیں عمر رسیدہ ہو چکے ہیں اور ظاہر ہے جو بزرگ زیادہ عمر رسیدہ زیادہ ہوتے ہیں وہ زیادہ کمزور ہوتے ہیں نا؟! چستی جوانوں میں ہوتی ہے اب جوان کہہ رہے ہیں کہ ہم ہمت ہار چکے تھے ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس حالت میں ہم وضو کرکے پھر نماز بھی پڑھیں ؛اور بعض اوقات یہ انسان کے ساتھ ہوتا ہے جب بہت زیادہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں تو وہ کچھ کام کرنا بھی چاہتے ہیں تو نہیں کرسکتے (سبحان اللہ)۔

اور ویسے بھی انسان سوچتا ہے کہ فرض تو نہیں ہے ویسے بھی سفر پر ہیں اور درس کے لیے آئے ہیں یہ بھی جہاد ہے ہم جہاد پر نکلے ہیں علمی جہاد کے لیے ،تو بہت سارے عذر انسان کے سامنے آجاتے ہیں کہ چلو ہمیشہ پڑھتے ہیں آج نہیں پڑھتے؛ تو ویسے بھی حدیث میں کیا آیا ہے ؟کہ جب انسان کوئی عبادت کرتا ہے اس پر ہیشگی اختیار کرتا ہے اور اگر کسی وجہ سے سفر یا بیماری کی وجہ سے وہ عبادت نہ کرسکے تو اس کے لیے اس کا مکمل اُجر لکھ دیا جاتا ہے۔

تو کیا اب ایسی حالت میں تھکن بھی ہے اور جسم میں درد بھی ہو رہا ہے اور یہ خوشخبری ہے کہ ویسے بھی یہ اُجر ہمارا لکھ دیا گیا ہے اور مزید پھر دل کرتا ہے سونے کے لیے؛ایسی حالت میں کوئی اُٹھ کر شخص کھڑا ہو جاتا ہے اور تہجد کی نماز پڑھتا ہے!

کہتے ہیں کہ پھر ہم ہمیں پتہ چلا کہ شیخ صاحب آکر ہمیں جگاتے ہیں نماز کے لیے کہ اٹھو فجر کی نماز کا ٹائم ہو گیا ہے؛وہ کب سوئے کب اُٹھے کیا ہوا کہتے ہیں ہمیں پتہ نہیں ہے ،ہماری یہ حالت نہیں تھی کہ ہم نماز کے لیے خود اُٹھیں، آلارم بجنے سے پہلے شیخ صاحب نے اُٹھا دیا اور یہ فرمایا کہ اٹھو نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔اور کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بھی اللہ تعالی کی کرامت ہے اپنے اولیاؤں کے لیے،اور ایسے کئی قصے ہیں بعض علماء کے کبھی ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ):اہل سنت والجماعت کا یہ مذہب ہے:"التصديق بكرامات الأولياء"۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: ایک مذہب ہے جو اہل سنت کے مذہب کے مخالف ہے معتزلہ کا مذہب اور ان کی پیروی کرنے والے یہ لوگ جو ہیں کرامات اولیاء کے منکرین ہیں اور یہ کہتے ہیں: "کہ اگر آپ کرامات کو ثابت کرتے ہیں یا مانتے ہیں تو پھر جادو گر اور شعبدہ باز اور ولی جو ہے ،اور نبی جو ہے آپس میں یہ سارے مکس ہو جائیں گے معاملات خلط ملط ہو جائیں گے کیونکہ ان میں سے سب جو ہیں وہ خارق العادۃ چیزیں ہیں جو عقل کو حیران کردیتی ہیں یا عقل کو عاجز کردیتی ہیں یہ چیزیں لے کر آتے ہیں، اس التباس کی وجہ سے ہم نہیں مانتے کہ کرامت ہوتی ہے"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس معاملے میں التباس تو ممکن نہیں ہے معاملات خلط ملط نہیں ہو سکتے کیونکہ کرامت جو ہے ولی کے ہاتھوں جاری ہوتی ہے اور ولی کبھی بھی نبوت کا دعویدار نہیں ہو سکتا۔

یعنی معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ شعبدہ بازوں کے ہاتھوں بھی ایسے اُمور جاری ہوتے ہیں ولی کے ہاتھوں بھی ہوتے ہیں اور نبی کے ہاتھوں بھی ہوتے ہیں یہ سارے معاملات تو ہمیں کیسے پتہ چلے گا، کوئی شخص بھی کوئی چیز ایسی کر دے شعبدہ باز کوئی آ کر کوئی ایسی چیز دکھا دے جو عقل کو حیران کر دے یا خارق العادۃ چیز ہو اور نبوت کا دعویٰ کر لے؟!

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ ولی کبھی بھی نبوت کا دعویدار ہو ہی نہیں سکتا، اگر وہ دعویٰ کرتا ہے تو وہ اللہ کا ولی ہو نہیں سکتا، جو نبی کی آیت ہے وہ نبی کے ہاتھوں جاری ہوتی ہے اور جو شعبدہ بازوں کے معاملات ہیں وہ اُن کے ہاتھوں جاری ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ولایت سے بالکل دور ہیں، اور جو شعبدہ باز ہوتے ہیں جادوگر جو ہوتے ہیں وہ یہ معاملے طے کرتے ہیں شیطانوں کی مدد سے اور وہ اس بُرے راستے کو اختیار کر کے باطل راستے کو اختیار کر کے یعنی یہ چیز حاصل کر لیتا ہے، لیکن جو ولی کی کرامت ہے وہ ولی کے ہاتھوں اپنی مرضی سے ممکن نہیں ہے اور نہ ہی اُس کی محنت یا جدوجہد سے ہے کرامت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور ولی اُس کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔

(نہ ولی یہ چاہتا ہے کہ اُس کے لیے کوئی ایسی کرامت ہو نہ اُس کے بارے میں سوچتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود بخود اُس کے لیے جاری ہو جاتی ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں علماء نے یہ کہا ہے: کہ ہر کرامت جو کسی ولی کے لیے ہوتی ہے وہ اُسی نبی کے لیے آیت ہوتی ہے جس کی وہ اتباع کرتا ہے۔

ایک علمی بات ہے: ہر کرامت جو کسی ولی کے لیے ہوتی ہے وہ اُسی نبی کے لیے آیت اور معجزہ ہوتی ہے جس کی وہ شخص پیروی کرتا ہے کیونکہ کرامت جو ہے گواہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ اِس ولی کا راستہ صحیح ہے۔

اور اسی طریقے سے اس اُمت میں جو بھی کرامات اولیاؤں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جاری کی ہیں یہ تمام کی تمام کرامات اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آیات میں سے ہیں اس لیے بعض علماء نے یہ کہا ہے: کوئی بھی آیت کسی نبی کے لیے نہیں ہے انبیاء میں سے جو سابقین انبیاء ہیں جو گزر چکے ہیں اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ویسی آیت موجود ہے (سبحان اللہ)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس جملے کے تعلق سے بعض لوگوں نے بعض چیزیں بیان کی ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچایا زندہ یہ آیت یہ معجزہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیسے ثابت ہو گا؟!

شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کا جواب یعنی علماء نے اس طریقے سے دیا ہے کہ یہ معاملہ جو ہے یہ آیت جو ہے براہ راست اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت نہیں ہے ایسا نہیں ہوا لیکن جیسا کہ بعض مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے اس کا ذکر کیا ہے کہ اَبی مسلم الخولانی جو ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والوں میں سے ہیں ایسے اَمر خارق سے اُن کے ساتھ معاملہ ہوا اور اُنہیں بھی اللہ تعالیٰ نے آگ سے زندہ بچادیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین حق ہے اور اس آیت سے بھی اللہ تعالیٰ نے اس دین کی تائید کی ہے جس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی تائید کی تھی اور مدد واعانت کی تھی۔

اور کسی اور نے کہا کہ سمندر تو کھلا تھا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کب کھلا؟!

اس کے جواب میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس اُمت میں اس سے بھی بڑا معاملہ ہوا ہے، سمندر کھلنا ایک چیز ہے اور پانی پر چلنا اُس سے بڑا معاملہ ہے جیسا کہ العلاء بن الحضرمی کے قصے میں ہوا ہے کہ سمندر پر اور پانی پر چل کر دشمن کی طرف پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت اور غلبے سے نوازا۔

اور اس میں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے معاملے سے بھی یہ معاملہ جو ہے وہ زیادہ ہے کیونکہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے سمندر کو کھولا اور زمین پر چل کر اس سمندر کو پار کیا، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی جو ہیں انہوں نے پانی پر چل کر اُس سمندر کو پار کیا۔

اور پھر یہ بھی (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے مردوں کو زندہ کیا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت نہیں ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیوں میں سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں سے یہ معاملہ ہوا ہے اُس شخص کا قصہ جس کا میں نے کہا ہے کہ گھوڑا مر چکا تھا اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا، اور ایک روایت میں خچر کا ذکر ہے اور ایک میں گدھے کا ذکر بھی ہے، تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے زندہ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔

اور اسی طریقے سے یہ کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اَکمہ والأبرص کو جو بیماریاں ہیں اُن کا علاج کرتے تھے؛ تو اِس کے جواب میں شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ جو ہے

ایسا ہوا کہ قتادۃ بن نعمان جو ہیں جنگ اُحد میں شدید زخمی ہوئے یہاں تک کہ اُن کی آنکھ جو ہے گال پر نکل آئی، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور اپنے دست مبارک سے اُس آنکھ کو اپنی جگہ پر رکھا اور اُن کے لیے دعا کی اور اُن کی آنکھ جو ہے بالکل ٹھیک ہو گئی۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ بہت ہی عظیم آیات میں سے ہے۔

جو آیات سابقہ انبیاء کے لیے تھیں اُن کی جنس میں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لیے بھی ہے اور جو اس میں مزید دیکھنا چاہتا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کتاب " البداية والنهاية في التاريخ لابن كثير "تاریخ کی کتاب ہے یہ دیکھ سکتا ہے۔

اس میں چند چیزیں میں بتاؤں آپ کو اس میں کوئی شک نہیں ہے جو قصے شیخ صاحب یہاں پر بیان کر رہے ہیں ان میں سے اکثر سنداً ضعیف ہیں، اور یہ قصہ بھی جو آخری قصہ ہے جس میں آنکھ کا درست ہونا یہ بھی سند کے اعتبار سے ضعیف قصہ ہے۔

اچھا کیا یہ ممکن ہے کہ نہیں؟ یہ چیز ممکنات میں سے تو ہے کیونکہ ولایت موجود ہے اور ولایت جو ہے ثابت بھی ہے لیکن ان قصوں سے اگر ثابت نہیں ہوتی میں ابھی صرف صحیح بخاری میں سے وہ قصے سناتا ہوں جس میں یہ چیزیں ثابت ہیں تاکہ معاملہ بالکل صحیح ہو جائے۔

بعض علماء قرآن مجید کی آیات اور صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے بعض چند ایسی روایت بھی پیش کرتے ہیں ذکر کرتے ہیں تاکہ اس معاملے کو مزید مضبوط کیا جائے، ایک طریقہ ہے علماء کا لیکن یہ بھی بعض علماء کا قول ہے کہ جب صحیح احادیث صحیح دلائل موجود ہیں تو پھر ان ضعیف کا سہارا نہیں لینا چاہیے ان ضعیف کا سہارا لینے سے وہ جو صحیح روایات ہیں ان پر بھی کسی طریقے سے ضرب پڑ جاتی ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ جو ہیں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں ہم سے مطالبہ کرتے ہیں اور خود ضعیف دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔

الغرض یہ علماء کا اپنا ایک آپس میں اُن کا طریقہ ہے اور سچ بات یہ ہے کہ ایسے معاملات میں جو صحیح دلائل ہیں ان کی بنیاد پر یا ان دلائل کا ذکر کرنا چاہیے اور کیونکہ ہم بات کر رہے ہیں عقیدے کے اصول کی اور عقیدے کے اصول ثابت ہوتے ہیں دلیل سے اور دلیل "قال الله وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم" ہے۔

شیخ صاحب نے تاریخ کا ذکر کیوں کیا ہے؟ شیخ صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بہت سارے تاریخی واقعات ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں ہوئے ہیں اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہر زمانے میں ایسی چیزیں موجود ہیں، ہر زمانے

میں یہ جو خرق العادۃ چیز ہیں جو کرامات ہیں موجود ہیں اب قرآن وسنت میں ہمیں کہاں سے ملیں گی یہ تو معاملہ ہی بعد میں ہوا ہے !اس لیے تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جاتا ہے اور تاریخی کتابوں میں جو ثقات بیان کرتے ہیں اُن کی بات کو مان لیتے ہیں۔

اب جب ہم تاریخ کی کتابوں میں جو چیزیں موجود ہیں ان میں بعض صحیح ہیں بعض غلط ہیں ہمیں کیسے پتہ چلے گا صحیح ہے غلط ہے؟

دو طریقے سے: ایک سند دیکھتے ہیں اور پھر متن کو دیکھتے ہیں، پھر تولتے ہیں قرآن وسنت پر؛ متن کو دیکھا ہے متن میں نکارت ہے قرآن وسنت کے مخالف ہے ہم نہیں مانتے، سند کو دیکھا ہے سند میں غلطی ہے لیکن متن جو ہے قرآن وسنت کے مطابق ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ سنداً ضعیف ہے لیکن متن کے اعتبار سے قرآن وسنت کی روشنی میں جب ہم اس کو پیش کرتے ہیں تو صحیح ثابت ہوتا ہے کیونکہ کرامات اولیاء ہر زمانے میں ثابت ہیں۔

دیکھیں اصل بات کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے کہ نہیں، مومن متقی ہے کہ نہیں؛ ہے اور کسی مؤرخ نے ان کے بارے میں قصہ بیان کیا ہے تو ماننے میں کیا دقت ہے؟

ہم کب نہیں مانیں گے؟ جب اُس بندے کے قول اور فعل کو تولیں گے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے بڑی پیاری بات فرمائی، فرماتے ہیں: "کہ اگر کوئی شخص پانی پر چل کر جاتا ہے یا ہوا میں اُڑتا ہے اس کے اس عمل کے دھوکے میں نہ آنا جب تک کہ اس کے قول وفعل کو قرآن اور سنت پر نہ تولنا"۔

قول وفعل کیا ہے قرآن وسنت پر تولو، اگر مومن متقی ہے پھر اللہ کا ولی ہے اگر نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ پھر شعبدہ باز ہے جادو گر ہے۔ معاملہ مشکل ہے کیا اتنا؟! کتنا آسان ہے؟!

کیا کوئی شخص جو اس وقت موجود ہے ہمارے سامنے یا پہلے کسی امت میں گزر چکا ہے کیا اس کا معاملہ ہم پر مخفی ہو سکتا ہے کہ وہ کیسا ہے؟ اس کا قول وفعل ہم سے مخفی ہو سکتا ہے؟

ایک شخص ہے اب قبر پرست ہے قبر پرستی کرتا ہے قبر کا طواف کرتا ہے بد عقیدہ ہے کہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے (وحدت الوجو وحدت الحلول کی بد عقیدگی کا شکار ہے) ایسا شخص پانی پر چلتا ہے (اور ایسے قصے ملیں گے آپ کو اِن کی کتابوں میں کہ ہوا میں اڑتا ہے فلاں کرتا ہے فلاں کرتا ہے) کیا اللہ کا ولی ہے یہ کرامت ہے اس کے لیے کیا؟! یا کہتا ہے کہ فرشتے آئے ہیں اور سبز لباس میں تھے وہ پانی دے کر گئے سبز مشروب دے کر گئے! اوہو! پہلے عقیدہ ٹھیک کرو ثابت کرو کہ وہ مومن متقی ہے تاکہ ہم مانیں آپ کی بات!

دیکھیں ہم کرامات اولیاء کے منکر نہیں ہے، معتزلہ منکر ہیں بدعتی ہیں وہ ہم تو مانتے ہیں لیکن آپ پہلے یہ ثابت کرو کہ جس سے آپ یہ معاملات ہمیں بتارہے ہیں اپنی کتابوں میں آپ نے ان کو لکھا ہے یہ شخص مومن متقی تو ہے!

مومن متقی کون ہے؟ ہر موحد، متبع سنت۔ اساس کیا ہے ایمان اور تقویٰ کی اگر توحید اور سنت نہیں تو پھر کیا ہے؟!

پہلے یہ ثابت کریں کہ مومن متقی ہے ہم ماننے کے لیے تیار ہیں ایک طرف آپ کہتے ہیں قبر کا مراقبہ کرتے ہیں اب قبر کا مراقبہ کون کرتا ہے مجھے بتائیں؟! بلکہ ایک صحابی کا دکھادیں جس نے قبر کا مراقبہ کیا ہو؟! کس صحابی نے قبر کا مراقبہ کیا ہے؟! یہ کہاں سے بدعقیدگی آئی "فلاں کو کشف ہوتا ہے" کشف کیا ہے؟!

دیکھیں آپ پہلے یہ ثابت کریں کیونکہ ہمارے پاس دو راستے ہیں، ایک شیاطین کا راستہ ہے شیاطین کی مدد سے ایسے اُمور ہوتے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جادو گر ہیں شعبدہ بازیاں کرتے ہیں، شیاطین کے ذریعے سے کوئی شخص کام کرے اور پھر آپ یہ کہیں کہ ہم یہ مان لیں یہ کرامت ہے اور یہ اللہ کا ولی ہے ناممکن ہے!

اس لیے سمپل (Simple) سا جو ترازو ہمیں امام شافعی دے رہے ہیں وہ کیا ہے؟ کہ اس عمل کے دھوکے میں مت آؤ کہ ہوا میں اڑتا ہے یا پانی پر چلتا ہے آپ اس کے قول اور فعل کو قرآن وسنت پر تولو پھر دیکھو۔

قرآن وسنت نے ہمیں کیا یہاں پر پیغام دیا ہے؟﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾۔ کون ہیں یہ؟ ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝﴾(یونس:62-63)۔

ایمان اور تقویٰ ہے تو پھر ولایت اور کرامت بھی ہے، ایمان تقویٰ نہیں ہے اللہ کی قسم اگر ہوا میں بھی اُڑتا ہے ہمارے سامنے وہ پانی پر بھی چلتا ہے، جسم کو آگ بھی لگادے تو اس کو کچھ بھی نہیں ہوتا ہے، کچھ بھی کرلے وہ وہ اللہ کا ولی ہو نہیں سکتا! ترازو واضح ہے؟(الحمدللہ)۔

اب اس سے پہلے کہ میں کتاب میں سے آگے پڑھوں تا کہ معاملہ ذرا دلیل کی روشنی میں آگے ہو میں صرف یہاں پر ایک تنبیہ شیخ صاحب نے لکھی ہے یہ پڑھ کر سناتا ہوں پھر میں آپ کو جو صحیح بخاری میں قصے ہیں وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "تنبيه : الكرامات" کے تعلق سے ہم نے کہا ہے کہ یہ کرامات تائید ہوتی ہیں، تثبیت ہوتی ہیں "إعانة للشخص أو نصرًا للحق"؛ یہ چار چیزیں ہوتی ہیں اس لیے ہوتی ہے اس لیے جو کرامات تابعین میں ہیں وہ صحابہ سے زیادہ ہیں (تابعین کے زمانے میں جو کرامات ہمیں ملتی ہیں وہ صحابہ کے دور سے زیادہ ہیں) کیونکہ جو صحابہ میں ثابت قدمی اور تائید اور نصرت موجود تھی اُن کو اِن کرامت کی ضرورت نہیں پڑتی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے

ساتھ تھے، لیکن جو تابعین تھے کیونکہ اُن کے بعد میں آئے ہیں اور اُن سے کم درجہ رکھتے ہیں اس لیے کرامات اُن کے زمانے میں زیادہ تھیں اُن کی تائید کے لیے اُن کی نصرت کے لیے اور حق کی نصرت کے لیے۔

(یعنی تاکہ اُن کا جو معاملہ ہے جو اُن کا جو پیغام ہے یا جو دعوت ہے جس کو لوگ انکار کرتے تھے وہ ثابت ہو جائے اور اُن کے لیے بھی ثابت قدمی ہو جائے)۔

سوال: یعنی کرامت شرط نہیں ہے ولایت کے لیے؟

جواب: کرامت شرط نہیں ولایت کے لیے، ایسے ولی بھی ہیں جن کے لیے کوئی کرامت نہیں ہے وہ تو میں ان شاءاللہ بتاؤں گا اور اس پر پہلے بھی دروس موجود ہیں۔

سب سے بڑی اس میں آپ دیکھیں جو دلیل ہے کہ کبھی دعویٰ نہیں کرتا اللہ کا ولی کہ اس کے پاس کوئی کرامت ہے وہ چھپانے کی کوشش کرتا ہے، اگر اسے پتہ چل جائے، جو ظاہر کر کے لوگوں میں آکر دکھاتا ہے بتاتا ہے نا سمجھ لیں دال میں کچھ کالا ہے اگرچہ وہ ظاہراً اہل الصلاح میں سے ہی کیوں نہ ہو۔

اب آتے ہیں چند دلائل میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں:

1- صحیح بخاری حدیث نمبر 5018 معروف قصہ ہے سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں ایک مرتبہ سورۃ الکھف پڑھ رہے تھے (جو گھوڑوں کا اصطبل ہے وہاں پر پڑھ رہے تھے) بچہ بھی ساتھ تھا تو گھوڑوں کے ہلنے کی آواز آئی اور بے چینی گھوڑوں کو شروع ہو گئی، پھر تھوڑا سا رُک کے پھر گھوڑوں نے سکون کیا پھر پڑھا پھر ایسا ہوا پھر رُک کے پھر گھوڑے بھی رُک گئے، پھر پڑھا تیسری مرتبہ پھر ایسا ہوا؛ فرماتے ہیں: مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑے جو ہیں میرے بچوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں تو میں نے اوپر کی طرف دیکھا تو جیسے روشنی ہوتی ہے (لائٹیں ہوتی ہیں) وہ چیز دیکھی میں نے۔

تو صبح اُٹھ کر اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! رات کو میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے یہ معاملہ پیش آیا ہے، اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا آپ جانتے ہیں وہ کیا تھا جو آپ نے دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں میں نہیں جانتا ہوں وہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "تِلْكَ المَلاَئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لاَ تَتَوَارَى مِنْهُمْ" (یہ اللہ کے فرشتے تھے جو آپ کی آواز کے لیے قریب آگئے تھے اگر آپ پڑھتے رہتے (یعنی قرأت کو نہ روکتے پڑھتے رہتے) تو صبح ہو جاتی اور لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھ لیتے)۔

یہ کیا ہے ؟اُن کے لیے کرامت ہے۔

2-دوسری دلیل صحیح بخاری حدیث نمبر 3805 میں سیدنا أنس فرماتے ہیں کہ سیدنا أسید بن حضیر اور سیدنا عباد بن بشر جو ہیں ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور کافی رات گزر گئی تھی اور کافی اندھیری رات تھی، جب وہاں سے نکلے اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اپنے گھر واپس جانے لگے تو اُن کے ہاتھ میں جو لاٹھیاں تھیں وہ روشن ہو گئیں اور اس روشنی سے وہ اپنے گھر میں جا کر پہنچے، جب الگ الگ ہو گئے تو دونوں کو الگ الگ لاٹھی جو ہے وہ ہاتھ میں وہ روشن ہو گئی تھی۔

3-تیسری دلیل صحیح مسلم میں حدیث نمبر 1226 میں فرماتے ہیں، مطرف کہتے ہیں کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ کے لیے نفع بخش ہو گی کہ اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج اور عمرے کو ایک ساتھ یعنی پڑھا تھا اور اس سے منع بھی نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے اور قرآن مجید میں بھی کوئی ایسی آیت نہیں ہے جو اس سے منع کرے یا حرام کا پیغام ہو۔

(کیونکہ اس میں اختلاف ہو گیا تھا کہ حج جو ہے کیا قران دونوں کو ایک ساتھ ملا کر کرنا ہے یا افراد کرنا ہے بڑا مسئلہ تھا اُس زمانے میں تو اُس کے جواب میں یہ فرما رہے ہیں کہ حج قران رہے گا تا قیامت، اور حج افراد بھی ایک طریقہ ہے اگر کوئی کرنا چاہے، حج تمتع بھی ہے، تو حج عمرے کو ساتھ کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا "حج قران" اس کا ذکر کر رہے ہیں)۔

پھر فرماتے ہیں: میں سلام سنتا تھا کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے تو پھر میں نے علاج کے لیے اپنے آپ کو داغا وہ سلام کی آواز ختم ہو گئی ،جب میں نے اُس داغنے کو چھوڑ دیا پھر وہ سلام کی آواز واپس آنے لگی۔

امام ابوداود سنن ابوداود میں جب روایت پیش کرتے ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے سلام کو سنتے تھے (سبحان اللہ)، جب داغنے سے علاج کیا جبکہ علاج کا طریقہ ہے لیکن سب سے آخر میں "الكي" ہے جیسے حدیث میں آیا ہے، اور بعض علماء اسے مکروہ بھی کہتے ہیں؛ الغرض ایسا عمل کیا تو سلام بھی رُک گیا اور فرشتوں نے جو سلام ہے وہ کرنا روک دیا، جب اس عمل کو چھوڑ دیا انہوں نے کہا بھئی سلام سنتا تھا اب کہاں ہے ؟! جب اس کو چھوڑ دیا تب دوبارہ سلام سننا شروع کر دیا۔

3- صحیح بخاری حدیث نمبر 3045 سیدنا خبیب بن عدی کا قصہ معروف ہے جب مشرکین نے انہیں پکڑا اور قید کر دیا کیونکہ جنگ بدر میں انہوں نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا تو اُن کی جو قوم تھی اِن کو پکڑ کے قید میں رکھ دیا، بنت حارث کہتی ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس جیسا قیدی میں نے کوئی قیدی زندگی میں نہیں دیکھا اور اس سے بہتر بھی کبھی میں نے کسی قیدی کو

نہیں دیکھا، قسم کھا کر کہتی ہیں کہ میں نے اُس کے پاس ایسے پھل اور انگور دیکھے جو اُس کے ہاتھ میں میں نے دیکھے ہیں جن کا نہ وقت تھا اور نہ مکہ میں موجود تھے اُس زمانے میں؛ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے لیے رزق تھا۔

تو کہاں سے پھل آئے یہ انگور کہاں سے آئے؟ کہتی ہیں کہ نہ اس وقت مکہ میں موجود تھے اور نہ ان کا سیزن تھا نہ وہ وقت تھا؛ یہ اُن کے لیے کرامت تھی۔

4- صحیح بخاری حدیث نمبر 4093 میں سیدنا عامر بن فہیرہ کا قصہ ہے جب انہیں قتل اور شہید کیا گیا تو ان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ ہوا میں ایسے اڑے بالکل زمین اور آسمان کے بیچ میں پھر واپس زمین پر آگئے مرنے کے بعد (سبحان اللہ)، پھر زمین پر یعنی واپس آگئے یہ اُن کے لیے مرنے کے بعد بھی کرامت تھی۔

5- صحیح بخاری حدیث نمبر 755 سیدنا سعد بن أبي وقاص کا بددعا کا سچ ثابت ہونا یہ بھی اُن کے لیے کرامت تھی (دیکھیں بعض وقت بددعا بھی کرامت ہوتی ہے۔ سبحان اللہ)۔

معروف قصہ ہے صحیح بخاری میں کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین خلیفہ تھے اور کوفہ والوں نے شکایت لگائی سیدنا سعد بن أبي وقاص کی (سیدنا سعد جو ہیں گورنر تھے کوفہ کے اُس وقت)، تو سیدنا عمر نے سیدنا سعد کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ آپ پر کچھ اعتراضات ہیں کیونکہ یہ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ نماز جو ہے نا صحیح طریقے سے نہیں پڑھاتے، تو ابو اسحٰق (سیدنا سعد کی کنیت ہے) فرماتے ہیں، اللہ کی قسم! میں تو وہی نماز اِن کو پڑھاتا ہوں جو میں نے اللہ تعالیٰ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی، عشاء کی نماز میں جب پڑھتا ہوں تو پہلی دو میں جو دو رکعت پہلی ہیں اس میں ذرا لمبا پڑھتا ہوں جو باقی دو ہیں ان میں تخفیف سے پڑھتا ہوں؛ تو سیدنا عمر نے فرمایا ہے کہ آپ سے مجھے یہی گمان ہے یہی حسن ظن ہے کہ آپ نے ایسا ہی کیا ہے (یعنی آپ نے صحیح کیا ہے یہ صرف تہمتیں لگاتے ہیں)۔

سیدنا عمر نے اُن کے ساتھ ایک یا کچھ لوگ بھیجے ہیں کوفہ کی طرف تو اہل کوفہ سے پوچھا مساجد میں جا کر تو سب نے تعریفیں کی ہیں سیدنا سعد بن أبي وقاص کی، بنی عبس کی ایک بستی میں داخل ہوئے، تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادۃ تھا اسے ابو سعدہ کہتے ہیں (کنیۃ ابو سعدہ ہے)، کہتے ہیں کہ آپ نے اگر ان کے بارے میں پوچھا ہے سعد کے بارے میں تو پھر یہ سن لیں:

"كَانَ لا يَسِيرُ بالسَّرِيَّةِ، ولَا يَقْسِمُ بالسَّوِيَّةِ، ولَا يَعْدِلُ في القَضِيَّةِ": یہ تین اعتراضات تھے کہ یہ جہاد کے لیے ہماری تیاری نہیں کرتا، اور نہ ہی عدل وانصاف سے تقسیم کرتا ہے، اور نہ ہی فیصلے میں عدل وانصاف سے کام لیتا ہے۔ یہ تین اعتراضات تھے۔

جب سیدنا سعد نے یہ سنا تو یہ کہا اللہ کی قسم! جب تم نے یہ تین تہمتیں لگائی ہیں تو میں تین بد دعائیں تمہیں دیتا ہوں: "اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هذا كَاذِبًا" (اللہ تعالیٰ اگر یہ بندہ جھوٹا ہے) "قَامَ رِيَاءً وسُمْعَةً" (اور ریاکاری اور سمعۃ دکھانے کے لیے لوگوں کے سامنے اُٹھ کر یہ باتیں کر رہا ہے) "فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وأَطِلْ فَقْرَهُ، وعَرِّضْهُ بالفِتَنِ" (یہ بد دعا تھی کہ عمر لمبی ہو، اور اس کی فقیری محتاجی بھی لمبی ہو اس کی زندگی کے ساتھ عمر کے ساتھ اور اس کو فتنوں کا شکار بنا دے (جب تک یہ زندہ رہے فتنوں میں مبتلا رہے))۔

اُس کے بعد اس شخص سے جب پوچھا گیا اور واقعی اُس کے ساتھ ایسا ہی ہوا کہ بہت لمبی عمر ہو گئی تھی عمر رسیدہ ہو گیا تھا جب اُس سے پوچھا جاتا یہ آپ کا کیا معاملہ ہے؟ تو کہتا ہے: "شيخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ": اپنے بارے میں کہتا ہے؛ "شيخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ" (عمر رسیدہ بزرگ ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہوں) "أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ" (مجھے سعد کی بد دعا نے مارا ہے)؛ عبدالملک روای کہتا ہے میں نے اس کے بعد میں اس بندے کو دیکھا: "قدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ علَى عَيْنَيْهِ مِنَ الكِبَرِ" (اس کی دونوں جو یہ حواجب ہیں بھنویں جو ہیں آنکھوں پر گر چکی تھیں (اتنا عمر رسیدہ ہو گیا تھا)) "وإنَّه لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي في الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ" (اور کم سن لڑکیوں کے پیچھے یہ بندہ ہوتا تھا ہم نے دیکھا ہے اتنے فتنوں میں یہ بندہ مبتلا ہو چکا تھا (نعوذ باللہ))۔

تو سیدنا سعد کی بد دعا بھی اُن کے لیے کرامت تھی۔

6- صحیح مسلم میں اس سے ایک اور ملتا جلتا قصہ ہے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو عشرۃ مبشرۃ میں سے ہیں معروف صحابی ہیں اِن کا بھی ملتا جلتا قصہ ہے کہ ایک عورت نے (مختصر قصہ بیان کروں گا صحیح مسلم حدیث نمبر 1610) اُن پر تہمت لگائی کہ زمین ہتھیالی ہے سیدنا سعید بن زید نے اس کی زمین پر قابض ہے۔

تو وہ حیران ہوئے اُنہوں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علی وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے ایک بالشت کسی کی زمین پر قبضہ کیا ہو ظلم کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ سات زمینیں اس کی گردن میں قیامت کے دن طوق بنا کر اسے دوبارہ زندہ کرے گا تو کوئی ثبوت ہے؟ تو انہوں نے یہ فرمایا:

"اللَّهُمَّ، إنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا" (یہ بد دعا کی کہ میرے پاس اور کوئی ثبوت نہیں ہے تہمت وہ لگا رہی ہے میرے پاس یہ بد دعا ہے اس کے لیے کہ اگر یہ جھوٹی ہے اے اللہ تعالیٰ! اسے اندھا کر دے اور اپنی ہی زمین پر اسے موت آ جائے قتل ہو جائے اپنی زمین پر؛ "وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا")؛ فرماتے ہیں کہ اندھی ہو گئی تھی اور اپنی ہی زمین پر ایک گڑھے میں گر کر مر گئی جس کا اُس نے یہ دعویٰ کیا تھا!

یہ چند قصے ہیں جو صحیح حدیث سے ثابت ہیں تقریباً 6 کے قریب میں نے بیان کیے ہیں، اور بھی آپ کو اس طریقے سے ملیں گے یہ صرف متفق علیہ حدیث (صحیح بخاری مسلم کی روایات) میں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کی کرامات ہوتی ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھوں ان کرامات کو جاری کر دیتا ہے۔

اگلے درس میں جہاں پر رُکے ہیں وہیں سے درس کا ان شاءاللہ آغاز کریں گے اور مزید تفصیل اس معاملے میں بیان کریں گے۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (104.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio